ڈاکٹر عبدالواجد تبسم

اسسٹنٹ پروفیسر اردو، شعبہ پاکستانی زبانیں، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد۔

نعت کا معنوی دائرہ کار اور "تذکرہ نعت گویانِ اردو"

Dr. Abdul Wajid Tabassum

Assistant Professor Urdu, Department of Pakistani Languages,
Allama Iqbal Open University, Islamabad.

Semantic Scope of Naat AND "Tazkra_Naat Goyaan e Urdu"

Naat is an important poetic genre of oriental languages, especially in Arabic, Persian and Urdu languages. There are different meanings attached to it. In Arabic and Persian languages, it means to describe good qualities with exaggeration. According to Urdu dictionaries, it means, Sift o Sana and to describe Tahraff o Tauseef, however, this word is used in poetry exclusively for the praise of the Holy Prophet Hazrat Muhammad (PBUH). This article is the study of the meanings of this word (Naat) in different languages and also the analytical review of the book "Tazkra_Naat Goyaan e Urdu" by Syed Younis Shah

Keywords: genres, languages, exaggeration, analytical, exclusively

نعت عربی زبان کا لفظ ہے جو بالخصوص فارسی اور اردو میں آنحضرتؐ کی تعریف وتوصیف کے لیے مخصوص ہے۔ عربی میں اس کے معنی کسی کی تعریف اور ستائش کرنے کے ہیں۔ اس لفظ کو اگر لغت کی رو سے دیکھا جائے تو اس کی متعدد معنوی سطحیں سامنے آئیں گی۔ المعجم الوسیط کے مطابق نعت کا لغوی مفہوم صفات حمیدہ بیان کرنا ہے، منعوت وہ ہو گا جس کی صفات بیان کی جائیں گی۔ نعت کی جمع نعوت ہے، نعت کے لفظ کو مجازی حوالے سے صاحب صفت کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے، یعنی فلاں شخص تو ہے ہی سراپا خوبی(۱)

لسان العرب کے مطابق نعت صفات کے اظہار میں مبالغے سے کام لینے کو کہا جاتا ہے۔ کسی اعرابی کے مطابق نعت کا مطلب، چہرے کی خوبی بیان کرنا ہے۔ کسی چیز کی چھوٹائی یا بڑائی بیان کرنا بھی نعت کے ضمن

میں آتا ہے۔ اس سے مراد کسی کی ذاتی صفات بھی بیان کرنا ہے۔ لفظ نعت سے بعض طبی چیزوں کی خوبی اور خاصیت بھی بیان کی گئی ہے۔ ابن اسیر کے مطابق نعت اچھائیوں میں ہوتی ہے، برائیوں میں نہیں۔ ثعلب کے مطابق نعت کا لفظ کسی کے جسمانی خصائص کے بیان کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ لہذا یہ لفظ اللہ کے لیے مستعمل نہیں ہو سکتا کیونکہ اللہ مجسم نہیں ہے۔ گھوڑے کی تیزی اور پھرتی بھی اسی کی ذیل میں آتی ہے۔(۲)۔

"تاج العروس" میں نعت کے معانی کسی کی خوبی بیان کرنے کے ہیں کہ جب آپ کسی کی تعریف میں مبالغے سے کام لیں۔ کسی کی تعریف میں جو کہا جائے گا وہ بھی نعت کے ضمن میں آئے گا۔۔ کسی کے خصائص بیان کرنے والے کو "ناعت" کہا جائے گا جب کہ اس کی جمع "نعات" ہے۔ حضورؐ کے خصائص کا بیان بھی نعت کہلاتا ہے۔ نعت کی جمع نعوت ہے۔ ابن سیدہ کہتے ہیں کہ ہر اعلی چیز کہ جس کے بیان میں مبالغہ برتا جائے گا نعت کہلائے گی۔ ابن الاعرابی لکھتے ہیں کہ یہ لفظ اس کے لیے بھی ہے جو نہایت حسین ہو اور جمال سے اتصاف پذیر ہو، اسی حوالے سے نعت نہایت عمدہ، معزز اور سبقت لے جانے والے کو بھی کہا جائے گا(۳)

القاموس الوحید کے مطابق" نعت صفت کا صیغہ ہے، جس کی جمع نعوت ہے۔ نعت کے معنی بہت عمدہ چیز کے ہیں، جیسا کہ کہا جاتا ہے، "فرس نعت "یعنی بہت عمدہ یا بہت تیز رفتار گھوڑا، "فلان نعت "یعنی فلاں آدمی سربلند ہے"۔(۴)

قرآن حکیم میں نعت کا کوئی لفظ نہیں ہے البتہ احادیث میں جہاں کہیں اس کی وضاحت آئی ہے خصائص کے بیان میں آئی ہے۔(۵)

عربی زبان میں کس کی تعریف کے لیے اور بھی الفاظ استعمال ہوتے ہیں مثلاً حمد، ثنا اور مدح۔ اگرچہ ان سب کے محل استعمال میں ہمیشہ پوری پابندی نہیں کی گئی مگر اہل قلم حضرات نے "حمد" کو اللہ جل جلالہٗ کی تعریف کے لیے اور "نعت" کو حضورؐ کی تعریف کے لیے خاص کر دیا ہے۔

فارسی میں نعت کے معنی مطلق وصف اور ثنائے رسول دونوں کے ہیں۔ "فرہنگ آموز گار" میں اس کا مطلب ستائش وصف اور صفت "منتخب اللغات" میں صفت۔ وصف کردن جبکہ "غیاث اللغات" میں تعریف وصف کردن ہے۔ وصف اور ستائش ہی کے حوالے سے نعت کا لفظ فارسی میں اللہ تعالیٰ کی حمد اور حضرت علیؓ کی منقبت کے لیے بھی ہے(۶)

اردو لغات میں بھی عربی اور فارسی روایت کے تتبع میں بہت حد تک نعت کے معنی توصیف اور ستائش کے ہیں مگر یہ مدح یہاں آنحضرتؐ سے خاص ہو چکی ہے۔ نور اللغات میں یہ لفظ "بمعنی مطلق وصف ہے لیکن اس کا استعمال حضورؐ کی ستائش و ثنا کے لیے مخصوص ہے"(۷) علمی اردو لغت کے مطابق "نعت کے معنی مدح، ثنا، تعریف اور توصیف کے ہیں مگر اصطلاح میں اس سے مراد آنحضرتؐ کی تعریف میں مدحیہ اشعار کہنا ہے"(۸) فرہنگ تلفظ میں "نعت کے معنی قصیدہ، مدح بطور خاص اس کلام کے ہیں جو حضورؐ کی توصیف و ثنا میں ہو"(۹) اردو لغت میں اس لفظ کے معنی "وصف اور تعریف بیان کرنے کے ہیں، یہ مرکب ایک وصف ہوتا ہے جو بطور نعت کسی موصوف کی تعریف کرتا ہے، وہ موزوں کلام جس میں حضورؐ کی مدح و تعریف کی گئی ہو"(۱۰)

اردو لغات کے اس مختصر جائزے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ عربی سے اردو تک کہ اس ارتقائی سفر میں لفظ نعت سے یہ معانی پیوست ہو چکے تھے کہ نعت سے مراد وہ صنف شعر ہے کہ جس میں حضورؐ کی تعریف و توصیف کا کوئی نہ کوئی حوالہ ہو اور یہ صرف شعر تک محدود نہیں بلکہ دیگر اصناف نثر کو بھی اس میں شامل کیا جا سکتا ہے

تذکرہ نعت گویان اردو:

"تذکرہ نعت گویان اردو" مؤلف پروفیسر سید یونس شاہ کی پہلی جلد ۹، اپریل ۱۹۸۲ء کو منظر عام پر آئی۔ ال گیلان پبلشرز ایبٹ آباد نے اسے شائع کیا۔ جب کہ دوسری جلد ۱۹۸۴ء میں مکہ بکس لاہور سے طبع ہوئی۔ یہ جلدیں ۸۴۸ صفحات کو محیط ہیں اور نعت کے موضوع پر لکھی کتب میں یہ سب سے زیادہ ضخیم ہے۔ یہ تذکرہ نعت کی تحقیق میں بہت اہم ہے۔ اس کی پہلی جلد آٹھ ابواب پر مشتمل ہے۔ تذکرہ نگار نے اس کے اولین باب میں حضورؐ کے فضائل کو قرآن مجید کی آیات کے تناظر میں دیکھا ہے۔ جگہ جگہ آیات کے نمونے بھی دیئے ہیں۔ یہ حصہ علمی مباحث پر مشتمل ہے۔ عشق رسولؐ ایک ایسی کیفیت ہے، جو طالب کو سرمستی و بے خودی کی کیفیت عطا کرتا ہے۔ چنانچہ فاضل تذکرہ نگار نے استدلال کا کچھ ایسا طریقہ اختیار کیا ہے کہ، جس سے استخفاف کی کیفیت نظر آتی ہے۔ اُمتوں کے کردار کے بارے میں قرآن نے کئی باتیں بار بار دہرائی ہیں مگر نبیوںؑ کا موازنہ کسی آیت سے ظاہر نہیں ہوتا۔ حکم ربانی ہے:

"اس کے رسولوں میں سے کسی میں ہم تفریق نہیں کرتے"

(البقرہ:۲۸۵)

فاضل تذکرہ نگار نے حضورؐ کے اسم مبارک کی صفات اور نبوت کو مقدس صحائف اور ہندوؤں کی مقدس کتب سے ثابت کیا ہے۔ جو واضح کرتا ہے کہ تذکرہ نگار نے سیرت کی وضاحت لیے دیگر ذرائع سے بھی استناد کیا ہے۔ حالاں کہ ہمارے پاس ایسے معتبر حوالے موجود ہیں جو حضورؐ کی نبوت کی تصدیق کرتے ہیں۔ مثلاً قرآن کی یہ آیت:

"بے شک مسلمانوں پر اللہ تعالی کا بڑا احسان ہے کہ ان ہی میں سے ایک رسول ان میں بھیجا، جو انھیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور انھیں پاک کرتا ہے (الاعمران:۱۶۴)

حضورؐ کی زندگی اہل عالم کے لیے کامل نمونہ ہے۔ تذکرہ نگار نے حضورؐ کی زندگی کے معاشرتی پہلوؤں کو اس باب کے آغاز میں بنیادی اہمیت دی ہے۔ حضورؐ کے ظاہری حسن وجمال کو مشاہیر عالم کے حسن جمال سے تقابل کرتے ہوئے آپؐ کی ذات کو اہل عالم سے اعلیٰ، اکمل اور برتر ثابت کیا ہے۔ باب اول حضورؐ کے وصال پر ختم ہوتا ہے۔ یہ باب حضورؐ کی ولادت، صفات اور بعثت کو سمجھنے کے لیے ایک بنیاد فراہم کرتا ہے۔

دوسرے باب میں حضورؐ کے عہد میں عرب کی اجتماعی، سیاسی، معاشرتی اور تمدنی حالت کا ایک مختصر سا نقشہ اور اس تناظر میں عربوں میں شاعری کی روایت اور زبان سے متعلق بحث سامنے آتی ہے۔ جو عربوں میں شاعری کا ایک مختصر منظر نامہ فراہم کرتی ہے اور اس بات کی وضاحت کہ ظہور اسلام کے بعد کیسے عہد رسالت میں عرب شاعری کی روایت حضورؐ کے احکامات کی تعمیل کی طرف مائل ہو گئی تھی اور صحابہ کرام نے حضورؐ کی ہجو کا جواب نعت سے دیا۔ اس باب کے تحت نعت کے ابتدائی مراحل کو سمجھنے میں آسانی رہتی ہے کہ اس میں نعت کے مفاہیم، ابتدائی روایت سے متعلق مفصل بحث موجود ہے اور معروف عرب شعرا کے ذکر کے ساتھ اُن کے شعری نمونے بھی درج ہیں۔ ان شعرا میں حسان بن ثابت، حضرت عبداللہ بن رواحہؓ، کعب بن زبیرؓ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ شامل ہیں۔ حضرت علیؓ کی فتوحات اور شان وشوکت کے بیان کے ساتھ ہی اموی دربار میں شعری اصناف قصیدے اور ہجو کے احیا کا بھی مختصر تجزیہ ہے۔

دوسرے باب کا آغاز عربی زبان کا مصر وشام میں ارتقا اور امام بوصیری کے قصیدے " قصیدہ بردہ " کے تجزیے سے ہوتا ہے۔ مولف نے فارسی ادب کا جائزہ لیتے ہوئے مختلف حوالوں سے یہ بات واضح کی ہے کہ

فارسی کا نعتیہ ادب عربی ادب سے بڑھ کر ہے اور ایرانی نعت گو شعرا نے حضورؐ سے محبت کی بعض نادر مثالیں چھوڑی ہیں۔ اس سلسلے میں فارسی نعت گو شعرا کے حالات اور نعتیہ شاعری کے نمونے بھی دیئے گئے ہیں۔ ان شعراء میں حکیم سنائی، مولانا روم، شیخ سعدی، خواجہ فرید الدین عطار، امیر خسرو، مولانا جامی اور فیض وغیرہم کا ذکر ہے۔

اُردو ادب میں دہلوی اور دکنی دور کو، اردو کی اولین ترویج و اشاعت کے حوالے سے اہمیت حاصل ہے۔ تذکرہ نگار نے اس تناظر میں بندہ نواز گیسو دراز کی نعتیہ شاعری کو اولیت دی ہے اور مختلف حوالوں سے واضح کیا ہے کہ وہ نعت کے اولین شاعر ہیں۔ اُن کے حالات اور نعتیہ شاعری کا مفصل جائزہ بھی لیا ہے، نظامی دکنی دور کے دوسرے اہم شاعر ہیں کہ جن کے نعتیہ کلام اور نعتیہ شاعری کو بطور خاص موضوع بنایا گیا۔

دکنی عہد میں گولکنڈہ کے امراء نے ادب کی سرپرستی کی، اس ضمن میں قلی قطب شاہ کا کی شعری خدمات کا مختصراً جائزہ لیا گیا ہے۔ مولف کے مطابق وہ اردو کے اولین رباعی گو نعتیہ شاعر ہیں۔ اس عہد میں عبداللہ قطب شاہ کا ذکر بھی نعتیہ شاعری کے تناظر میں فاضل تذکرہ نگار کا موضوع بنا۔ اس عہد کے شعرا میں ملا وجہی، غواصی، ابن نشاطی، میراں جی اور بعض دیگر شعرا کی زندگی اور نعتیہ کلام کو مختصراً موضوع بنایا گیا ہے۔ عادل شاہی دور کے ادبی جائزے کے تحت اس عہد کے شعرا کے کلام اور نعتیہ شاعری کا محاکمہ نہایت عمدہ ہے۔ ان شعرا میں شمس العشاق شاہ میراں جی، نصرتی، سید میراں ہاشمی، ایاغی، عادل شاہی، ملک خوشنود، امین اور عبدل کا ذکر مختصر مگر جامع نظر آتا ہے۔

گولکنڈہ اور بیجاپور میں اُردو زبان اور نعتیہ ادب کی موجودگی بقول تذکرہ نگار اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ دکنی کوئی کم مایہ زبان نہیں بلکہ فارسی کے ہم پلہ ہے۔ اس میں حسن و عشق کی داستانیں، قصیدے، غزل، حمد اور نعت کے اعلیٰ نمونے ہیں اور ان ادبی تخلیقات میں قرآن حکیم کی آیات، احادیث اور بعض مذہبی اصطلاحات اس بات کو واضح کرنے کے لیے کافی ہیں کہ اس عہد کے ادب میں مذہبی عقائد کا بنیادی حصہ رہا ہے۔

گجرات کو اردو کے مرکز کے حوالے سے اہمیت حاصل ہے۔ تذکرہ نگار نے اس باب کے آغاز میں یہاں اردو کے ارتقا، سیاسی و معاشرتی پس منظر اور پھر اس تناظر میں اردو شعر و ادب کا نقشہ

کھینچا ہے۔ اس عہد کے شعرا میں قاضی محمود دریائی، شیخ بہاوالدین باجن اور جیو گام دنی اہم ہیں۔

اورنگزیب عالمگیر کی دکن کی فتح نے یہاں کی ریاستوں پر گہرے اثرات مرتب کیے اور اس کا اثر یہاں کے شعر و ادب پر بھی آیا۔ تذکرہ نگار نے اس کی مختلف صورتوں کی وضاحت اس عہد کے شعرا کے نعتیہ کلام کی روشنی میں کی ہے۔ ولی دکنی اور اس کے معاصر شعرا کے نعتیہ کلام کا تجزیہ بھی اس باب میں شامل ہے۔

دکنی ادب میں سیرت رسولؐ کی نظمیہ صورت معراج نامے اور شمائل نامے تھے اور اس کی عام روایت تھی۔ ان اصناف کے تخلیق کاروں میں محمد اعظم اور عبدالحمید ترین عثمانی شامل ہیں۔ باب سوم طوالت کا حامل ہے اس میں تمام دکنی اور شمالی ہند کے شعرا کا نسبتاً تفصیلی جائزہ ہے اور زبان کے ارتقائی مراحل کے ساتھ ادب کی بھی ایک بھرپور روایات ہمارے سامنے آجاتی ہے۔

چوتھے باب کی ابتداء میں دکن اور گجرات کی ادبی اور لسانی روایات پر دہلوی زبان کے اثرات کا سرسری تجزیہ پیش کر کے پنجاب میں اردو ادب کی روایت دی گئی ہے۔ بارہویں صدی میں اردو زبان کی ترویج میں فاضل بٹالوی کا نام خاص شہرت کا حامل ہے۔ چنانچہ فاضل تذکرہ نگار نے ان کی نعتیہ شاعری کا تجزیہ کیا ہے۔ اس عہد کے شعرا میں غلام قادر شاہ، شیخ انور، موسیٰ، اسمٰعیل مروہوی، عارف الدین عاجز، عبداللہ واعظ، حامد سورتی، نور اللہ، علی خان، غلام رسول غلامی، شید انوازش علی آگاہ، میر باقر علی شفیق، لچھمی نرائن رائے، فدوی خان فدوی، کمال الدین کمال، سراج اورنگ آبادی اور آزاد بلگرامی شامل ہیں۔ بحیثیت مجموعی اس باب میں بعض دیگر شعرا کی نعتیہ شاعری کے مثالی نمونے ملتے ہیں۔

پانچویں باب کے آغاز میں شمالی ہند میں اردو ادب کی ترویج و اشاعت پر اجمالی بحث ملتی ہے۔ اس بحث میں دہلی میں اردو شاعری کے ارتقاء کا ذکر اہم ہے۔ اس تناظر میں دہلی کے سیاسی و سماجی حالات کا بیان ہے اور اورنگزیب عالمگیر کی دکن کی فتح کو بطور خاص موضوع بنایا گیا ہے۔ یہاں محمد شاہ رنگیلا کی رنگ رلیوں کا ذکر بھی ملتا ہے۔ احمد شاہ ابدالی کی یلغار سے مغلیہ حکومت کو جو نقصان اٹھانا پڑا اس کا تجزیہ مختصراً کیا گیا ہے۔ غرض وہ سیاسی حالات جن کے زیر اثر اردو شاعری شمالی ہند میں شروع ہوئی کا اجمالاً ذکر ہوا ہے۔ چنانچہ ان بدلتے حالات میں مسلمانوں کی جو حالت ہوئی اس کی عکاسی اردو شعراء کے کلام سے ہوتی ہے۔ فاضل تذکرہ نگار نے ان تمام بدلتے حالات کا نقشہ کھینچا ہے کہ کس طرح ان حالات نے شاعر کے اندر قرب کی

کیفیت پیدا کی اور اس کے نتیجے میں نعتیہ قصائد سامنے آئے۔

شمالی ہند میں شاہ حاتم، آبرو، مظہر جان جاناں، سودا، میر، درد، میر حسن، ممتاز اور قائم چاند پوری شامل ہیں۔ ''شاہ ولی للہ اور اردو نعت گوئی کے محرکات و اثرات'' کے عنوان کے تحت شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز کی مذہبی خدمات کا جائزہ ہے۔ اس عہد کے شعرا میں انشاء، جرأت، مصحفی، سعادت یار خان رنگین، میر سید علی غمگین، شاہ رؤف راقت اور نظیر اکبر آبادی کی شعری خدمات کا احاطہ ہے۔۔

چھٹے باب میں شاہ ولی اللہ کی تحریک کا جائزہ لیا گیا ہے اس تحریک اصلاح نے ہندوستان کے مسلمانوں کے ذہن میں جو انقلاب برپا کیا اسے ان کے فرزند شاہ عبدالعزیز اور ان کے شاگردوں نے مزید آگے بڑھایا، اس کے دوررس نتائج بر آمد ہوئے، سید احمد شہید اور شاہ اسمٰعیل کی شہادت نے اس تحریک کے لیے مہمیز کا کام کیا چنانچہ فاضل تذکرہ نگار نے بھی ان حضرات کی تحریک کے سماج اور ادب پر اثرات کی مفصل وضاحت کی ہے۔ اس تحریک کے اثرات سیرت رسول پر بعض نادر و نایاب کتب کی صورت میں سامنے آئے۔ شعرا نے توحید و رسالت کے مضامین، نعتیہ ادب تخلیق کیا۔ اس عہد کے شعرا، حکیم مومن دہلوی، قاضی عبدالسلام بدایونی، میر کرامت علی شہیدی اور عبدالکافی مراد آبادی ہیں۔

ساتویں باب میں لکھنوی دبستان اور نعتیہ شاعری کے عوامل و محرکات تذکرہ نگار کا موضوع رہے ہیں۔ لکھنو کے سیاسی اور سماجی اثرات جو اردو شاعری پر مرتب ہوئے پر مفصل بحث ہے۔ دبستان لکھنو میں شیخ امام بخش ناسخ کا نام محتاج تعارف نہیں۔ اصلاح زبان کے ضمن میں ان کی خدمات بھلائی نہیں جا سکتیں۔ شاعری میں ان کے ہاں وہی لکھنوی طرز ہے جو ان سے پیشتر موجود تھا مگر فاضل تذکرہ نگار ان کے ہاں سے بھی نعتیہ اشعار پیش کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ ناسخ کے شاگرد خواجہ وزیر کی نعتیہ شاعری کے ذکر کے ساتھ ہی یہ باب ختم جاتا ہے۔

آخری باب میں دہلی کے مجموعی سیاسی حالات کا خاکہ کھینچ کر نعت گوئی کی طرف پیش قدمی کو واضح کیا گیا ہے۔ اس تناظر میں بہادر شاہ ظفر کی شاعری کے سیاسی حوالوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اُن کی نعتیہ شاعری کا انتخاب بھی دیا گیا ہے۔ اس دبستان کے نامور شاعر ذوق کی شاعری کے نعتیہ نمونوں کے علاوہ بعض دیگر شعرا بھی یہاں شامل کیے گئے ہیں۔

جنگ آزادی نے مسلمانوں کی تہذیبی، سیاسی، سماجی اور مذہبی زندگی پر بے پناہ اثرات ڈالے اور

اس کی بدولت بعض تحریکات کا آغاز بھی ہوا۔ تذکرہ نگار نے ان تمام حالات کا مختصر جائزہ لیا ہے اس عہد کے شعرا مولانا قاسم نانوتوی،، مولانا سید انور شاہ، مولانا صہبائی شہید اور مفتی صدر الدین آزردہ ہیں کہ جن کی شعری خدمات کا احاطہ کیا گیا ہے۔ ان شعرا کے ذکر کے بعد ''تذکرہ نعت گویان اردو'' کی اولین جلد ختم ہو جاتی ہے۔ اس جلد میں ۱۸۵۷ء تک کے شعرا شامل ہیں۔ اس جلد میں اردو کے ابتدائی دور سے لے کر انیسویں صدی کے وسط تک جو نعتیہ کلام سامنے آیا، تذکرہ نگار کے پیش نظر رہا ہے جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اس سارے نعتیہ کلام میں رسمی و روایتی رنگ بہت غالب ہے۔ یہ کلام بیشتر حصول ثواب کے خیال سے لکھا گیا ہے۔

تذکرہ نگار نے ہر شاعر کے نجی حالات، شاعرانہ مرتبے کا تعین کیا ہے اور ان کی نعتیہ اور دیگر شاعری کا موازنہ بھی کیا ہے جس سے ان شعرا کی شاعری کے تمام پہلوئوں کا محاکمہ سامنے آتا ہے۔ اس جلد سے نعتیہ شاعری کا ارتقا بھی ہمارے سامنے آجاتا ہے جسے ہم اردو زبان و ادب کے تہذیبی پس منظر میں بخوبی دیکھ سکتے ہیں۔

تذکرہ نعت گویان اردو: جلد دوم

جلد دوم کے آغاز میں جنگ آزادی کے نتیجے میں جو نعت گو شعرا سامنے آئے کا ذکر اولین سطح پر نظر آتا ہے۔ اس جلد کے باب اول کے ابتدائی حصے میں جنگ آزادی کے حالات کا مختصر تذکرہ ملتا ہے اور علماء کے دین اسلام کے احیاء کی کوششوں کو سراہا گیا ہے۔ ان علماء میں دیوبند کے مولانا محمد قاسم نانوتوی، شبلی نعمانی، مولوی چراغ علی، مولانا المنصور، مولوی الفت حسین، مولوی رحمت اللہ کیرانوی، مولانا اشرف علی تھانوی اور مولوی ثناء اللہ امرتسری شامل ہیں، جنھوں نے اسلام دشمن عناصر کا مدلل جواب دیا۔ ان علماء کے پیش نظر حضور ﷺ کی ذات کامل کے عمدہ نمونے تھے۔ ان میں سے بعض جو شاعر تھے نے حضور ﷺ کی نعت بھی کہی اور نعتیہ شاعری کی روایت کو استوار بھی کیا۔ اس مختصر پس منظر سے ہمارے سامنے وہ حالات آجاتے ہیں جن کی بدولت نعت رسول ﷺ مقبول ہوئی۔ نعتیہ شاعری کے اس عہد میں نجم الدین چریا کوٹی، عبد الغفور نساخ، منشی غلام حسین شہید ملتانی، غلام مصطفی عشقی حیدر آبادی، حکیم محمد سرور، نصرت علی خان، شاہ عبد القادر بدایونی، امین اللہ مولوی، رحمن علی طپش، ماحمد حسین خان مائل، حمود الرب صدیقی، خالد بنگالی، شیر محمد خان ایمان، برہان اللہ شاہ قادری، شاہ خلیل الرحمن، میر فیاض بندہ، فیاض

الدین خان ادب، میر اعظم علی شائق، سید معین الدین خاموش، مظفر دین معلی اور شیخ محمود علی ناظم شامل ہیں۔ یہ نہ صرف اچھے شعرا تھے بلکہ نعت گو بھی تھے۔ انھوں نے اپنی خداداد صلاحیتوں سے نعتیہ ادب کے ارتقا میں حصہ لیا۔ فاضل تذکرہ نگار نے ان تمام شعراء کا ذکر ان کی نجی زندگی، شعر و شاعری اور نعت گوئی کے ضمن میں کیا ہے۔

باب دوم کے آغاز میں اردو مرثیے کی مختصر تاریخ اور نعت رسول مقبول ﷺ کا پس منظر واضح کیا گیا ہے۔ یہاں اردو مرثیے کے ارتقاء پر مدلل بحث ہے اور میر خلیق، میر ضمیر، مرزا دبیر اور میر انیس کی مرثیہ گوئی کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ بقول تذکرہ نگار لکھنوی شاعری میں جو کثافتیں پیدا ہو گئی تھیں مرثیہ گوئی نے انھیں بہت حد تک کم کیا ہے۔ اخلاقی مضامین بیان کیے اور شاعری کا صحیح رخ متعین کیا۔ اس دور کے جن شعرا کو تذکرے میں شامل کیا گیا ہے۔ ان میں میر انیس، مرزا سلامت علی دبیر، مونس، غلام امام شہید و، کنج بہاری لعل برق، بلوان سنگھ راجہ، احمد خان صوفی و منیر شکوہ آبادی قابل ذکر ہیں۔ محسن کوروی کی شاعری کا مفصل تجزیہ کیا گیا ہے۔ تذکرہ نگار کے خیال میں اردو کی نعتیہ شاعری کا آغاز محسن کاکوروی کے نعتیہ قصائد سے ہوتا ہے کیونکہ انھوں نے اس صنف کو بطور خاص اپنا موضوع بنایا اور اس میدان میں اپنے جوہر دکھائے اور ان سے قبل کسی شاعر نے نعت کو موضوع نہیں بنایا تھا۔ اس لیے انھیں اگر اس صنف میں امام کا درجہ دیا جائے تو کسی طور بھی بے جا نہ ہو گا۔ مولف نے نعتیہ قصیدے "مدیح خیر المرسلین" کا مفصل تجزیہ کیا ہے۔۔

اس قصیدے میں محسن نے مقامیت کی رنگ آمیزی کی ہے۔ جس سے اس کی اپنی ایک فضا پیدا ہو گئی ہے۔ فاضل تذکرہ نگار نے اپنے "تذکرے" میں "تشبیب" "گریز" اور "مدح" کے ضمن میں محسن کے اشعار بھی نقل کیے ہیں۔ جس سے ان کے نعتیہ قصیدے میں موجود خوبیاں اجاگر ہو کر سامنے آتی ہیں۔ قصیدے کے بعد محسن کی دو مثنویوں "چراغ کعبہ" اور "صبح تجلی" اور نعتیہ رباعیات کا تجزیہ کیا گیا ہے۔

نعتیہ شاعری کے ارتقاء میں امیر مینائی کا نام نامی بھی کسی تعارف کا محتاج نہیں چنانچہ ان کی شعری خدمات کا بھی احاطہ کیا گیا ہے۔ امیر مینائی کی شاعری اپنے عہد کی عکاس ہے مگر نعت گوئی کی طرف انھیں محسن کاکوروی نے راغب کیا۔ امیر مینائی نے نعتیہ قصائد و غزلیں، ترجیع بند، ترکیب بند، مسدس اور مخمس

لکھے۔ ان کے علاوہ ان کی مثنویوں میں بھی نعت کا رنگ نمایاں ہے۔ امیر مینائی کے کلام کی نمایاں خوبی کلام کی سچائی اور جذبے کی شدت ہے۔ انھوں نے اپنے نعتیہ کلام میں ﷺ سیرت مبارکہ ،اسوہ حسنہ، معجزات، غزوات، حسن سلوک، اخوت اور تعلیمات کا ذکر مؤثر انداز میں کیا ہے۔ فاضل تذکرہ نگار نے امیر مینائی کے نعتیہ کلام کے مختلف پہلوؤں کی شعری مثالیں دی ہیں اور ان کی شعری زبان کا بھی تجزیہ کیا ہے۔ اس عہد کے دیگر شعرا میں داغ دہلوی، مرزا آسمان جاہ انجم، اصغر علی نسیم، جلیل مانک پوری، مضطر خیر آبادی میر محبوب علی خان آصف، ریاض خیر آبادی، امیر اللہ تسلیم، حکیم مولیٰ بخش قلق اور نظم طباطبائی ہیں۔

تیسرے باب کے آغاز میں جدید اردو نعتیہ شاعری کو موضوع بنایا گیا ہے۔ تذکرہ نگار نے تحریک علی گڑھ کی خدمات کا بھی مختصر احاطہ کیا ہے کہ جس نے مسلمانوں کی ڈوبتی ناو کو پار لگانے میں اپنا کردار ادا کیا۔ تذکرہ نگار کے خیال میں خلافت عثمانیہ نے اردو شاعری پر بھی اپنے اثرات مرتب کیے اور اس کے نتیجے میں ایسا ادب تخلیق ہوا کہ جس کی بنیاد مذہبی جوش پر اٹھائی گئی۔ حالی، شبلی، اکبر الٰہ آبادی، اقبال اور مولانا ظفر علی خان نے ان موضوعات کو بڑی خوبی سے برتا۔ کی سیرت پاک اور اسوہ حسنہ کو نشان منزل قرار دیا۔ اقبال نے مسلمانوں کے تمام مسائل کا حل سیرت پر عمل کو قرار دیا۔ ان تمام حالات کا اجمالاً ذکر اس باب کے آغاز میں نظر آتا ہے اور جدید اردو شاعری پر بھی مختصر بحث ملتی ہے جو اردو کی نعتیہ شاعری کے لیے راہ متعین کرتی ہے۔ مولانا حالی کی شاعری کا مفصل جائزہ ہے اور حالی کی جدید اُردو شاعری کے حوالے سے خدمات کا احاطہ کیا گیا ہے۔ اس ضمن میں ''مسدس مدّ جذر اسلام''اور'' مناجات ''کا مفصل تجزیہ بھی کیا گیا ہے۔ حالی کے بعد جن شعرا کی شعری خدمات کا ذکر ہے ان میں شبلی نعمانی، احمد رضا خان بریلوی اور حسن رضا خان شامل ہیں۔

تحریک آزادی کے پس منظر میں مولانا محمد علی جوہر کے تحریک آزادی کے حوالے سے کردار کو واضح اور ان کی ادبی خدمات کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ ان کی شاعری کا موضوع اگرچہ سیاست اور مذہب ہے مگر ان کے کلام میں چیدہ چیدہ نعتیہ اشعار بھی مل جاتے ہیں مگر یہاں زیادہ تر ان کے مرثیے کو موضوع بنایا گیا ہے اور نعتیہ شاعری کے بہت کم اشعار نقل کیے گئے ہیں۔ بلکہ ساری بحث ہی مراثی کے حوالے سے ہے۔ مولانا محمد علی جوہر کے بعد فیروز الدین احمد طغرائی کے حالات و شاعری مفصل بیان ہوئے ہیں۔ اس

حوالے سے ان کے فارسی کلام پر بھی بحث نظر آتی ہے۔ باب سوم غلام جیلانی عاصی کی شعری خدمات کے مختصر جائزے پر ختم ہو جاتا ہے۔

چوتھے باب کا آغاز ''اردو نعت بیسویں صدی'' کے عنوان سے ہوتا ہے۔ یہاں چیدہ چیدہ نعت گو شعرا شوکت میرٹھی، ہدایت اللہ، وزیر علی حامی، شیخ عبدالرحیم مذاق جبلپوری، میر نثار علی شہرت، عبدالباری آسی، فیروز الدین فیروز ڈسکوی، طالب ملتانی، اکبر الہ آبادی، شاد عظیم آبادی، عبدالعلیم آسی غازی پوری، عزیز لکھنوی، احسن مارہروی، آغا شاعر قزلباش اور سائل دہلوی کی شعری خدمات کا احاطہ کیا گیا ہے۔

ہندو شعرا جنھوں نے خاص طور پر نعتیہ شاعری کی اور جو مقبول بھی ہوئی میں سر کشن پرشاد، دلورام کوثری اور منشی درگا سہائے سرور قابل ذکر ہیں۔ ان کے علاوہ حافظ لطف علی خان لطف بریلوی کا ذکر تفصیل سے ''تذکرے'' میں شامل کیا گیا ہے۔ لطف قدیم رنگ سخن کے ایک مشہور نعت گو تھے آپ کا نام نعت گوئی کی وجہ سے بہت مشہور ہوا، بقول فاضل تذکرہ نگار لطف نعت کے حوالے سے مولانا شہیدی سے بہت متاثر تھے مگر ان کے ہاں تخیل اور زبان کی تمکنت میں وہ زور نہیں جو شہیدی کے ہاں ہے۔ مضامین کے اعتبار سے بھی یکسانیت ہے۔ اسی بنا پر ان کے کلام میں تنوع نظر نہیں آتا۔ لطف کے بعد مفتی غلام سرور لاہوری کے حالات اور شاعری کو تفصیلاً تذکرے میں جگہ دی گئی ہے۔ نعت گو شعرا میں مفتی غلام سرور کو اپنے ایک مخصوص رنگ کی بدولت برتری حاصل ہے اسی وجہ سے وہ تذکرہ نگار کی توجہ کا مرکز بنے

پانچویں باب میں اقبال کو جدید نعت گویوں کے پیش رو کے طور پر سامنے لایا گیا ہے۔ فاضل تذکرہ نگار نے اقبال کے حالات زندگی، شاعری اور فلسفے کا مفصل جائزہ لیا ہے۔ اقبال کے حالات اور شعری خدمات چونتیس صفحات کو محیط ہیں۔ یہاں زیادہ بحث ان کے مختلف نظریات پر کی گئی ہے۔ اتنی تفصیل ہونے کے باوجود یہ نعت کے حوالے سے نامکمل ہے۔ اس میں زیادہ توجہ اقبال کے فلسفے پر دی گئی ہے۔ نعت اور عشق رسول ﷺ پر بحث کم ہے۔ حالانکہ اقبال کے ہاں عشق رسول ﷺ باقاعدہ موضوع رہا ہے۔ مزید برآں تذکرہ نگار نے اقبال کے فارسی کلام سے نمونے درج کیے ہیں اور اردو کلام سے صرف نظر کیا ہے حالانکہ اقبال کے اردو کلام میں اس کی مثالیں آسانی سے مل جاتی ہیں۔ اقبال کے عہد کے شعرا میں بیدم وارثی، اکبر وارثی میرٹھی اور عبدالغنی شاہ قیصر وارثی شامل ہیں۔ ان کے بعد چند گمنام شعرا کو ''تذکرے''

میں جگہ دی گئی ہے جن میں سخن میرٹھی، رزاق، نظم، ابد اور مسکین ہیں، آخر میں بعض دیگر گمنام شعرا کے ناموں پر ہی اکتفا کیا گیا۔ ان میں وفا، نزہت، شمیم، فقیر، ابرار، بسمل، گدا، زاہد، شوق، کلیم و عرشی اور عبد وغیر ہم شامل ہیں۔ ان کے علاوہ دیگر شعرا میں نواب بہادر یار جنگ خلیق، اصغر گونڈوی اور اقبال اعظم گڑھی کے نام شامل ہیں۔ ''گڑھی''سہو کاتب سے ''گڈھی''میں تبدیل ہو گیا ہے۔

اقبال کے بعد جس شاعر کا ذکر تفصیل سے نظر آتا ہے وہ حسرت موہانی ہے۔ فاضل تذکرہ نگار نے حسرت موہانی کے حالات زندگی اور شاعری پر خاص توجہ دی ہے اور ان کی زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کیا ہے۔۔ مئولف نے حسرت کی غزل کو موضوع بنایا ہے مگر ان کی نعتیہ شاعری کی طرف توجہ نہیں کی۔ حسرت کے بعد انور حسین آرزو لکھنوی، صفی لکھنوی، رضا علی وحشت لکھنوی، سردار عبدالرب نشتر ،علامہ سید سلیمان ندوی، سیماب اکبر آبادی، علی اختر حیدر آبادی اورابوالکلام آزاد شامل تذکرہ ہیں۔ مولانا ظفر علی خان کا ذکر بھی مفصل ہے تاہم نعتیہ کلام کے نمونے کم ہیں۔ باب کے آخر میں امجد حسین امجد اور حمید صدیقی لکھنوی شامل ہیں۔

باب ششم زیادہ تر غیر مسلم نعت گو شعرا کی شعری خدمات پر ہے۔ غیر مسلم شعرا میں بقول فاضل تذکرہ نگار ''حضور ﷺ سے محبت اور عقیدت کا اظہار پوری طرح موجود تھا''۔ چنانچہ اس کا اظہار انھوں نے نعت میں کیا۔ غیر مسلم شعرا نے نعت میں حفظ مراتب کا بھی خیال رکھا ہے۔ غیر مسلم شعرا میں مہندر سنگھ بیدی سحر، شیہ پال اختر رضوانی، پنڈت بالکمند، عرش ملسیانی، مہر لال سونی ضیا فتح آبادی، لالہ امر چند قیس جالندھری، منشی بشیشو پرشاد منور لکھنوی، ہری چند اختر اور منشی پیارے لال رونق دہلوی وغیرہ شامل ہیں۔ ان شعرا کے علاوہ بعض دیگر ہندو شعرا کے نام اور اشعار درج کیے ہیں۔ باب ششم بہزاد لکھنوی کی حیات اور نعتیہ شاعری کے جائزے کے ساتھ ہی ختم ہو جاتا ہے۔

ساتواں باب عہد جدید کے نعتیہ شعرا کا جائزہ ہے۔ یہاں ان شعرا کے حالات زندگی بھی مختصراً بیان ہوئے ہیں۔ مقدار کے حوالے سے یہ باب بقیہ تمام ابواب سے بہت مختصر ہے اور صرف پندرہ صفحات کو محیط ہے۔ عصر حاضر کے شعرا میں شورش کاشمیری، حافظ مظہر الدین، احسان دانش، نعیم صدیقی، صوفی تبسم، حفیظ جالندھری، عزیز حاصل پوری، راسخ عرفانی، ماہر القادری، محشر رسول نگری، عبدالکریم ثمر، حافظ لدھیانوی، سرو سہارنپوری، صبا متھراوی، عبدالعزیز خالد، حفیظ تائب، مظہر وارثی اور قمریز دانی شامل

ہیں۔ ان کے بعد بعض شعرا کے صرف نام اور ایک ایک نمونہ شعر درج ہے۔ ان میں احمد ندیم قاسمی، ضمیر جعفری، اعظم چشتی، حفیظ ہوشیار پوری، نظیر لودھیانوی، بشیر حسین ناظم، انجم رومانی، سراج الدین ظفر، اثر صہبائی، امین گیلانی، یوسف ظفر، ناصر کاظمی، نتر جالندھری، راز کاشمیری، منور بدایونی، ذکی کیفی، کوثر نیازی اور عارف عبدالمتین قابل ذکر ہیں۔ ان شعرا کے ذکر کے ساتھ ہی ''تذکرہ نعت گویان اردو'' کی دوسری جلد بھی اپنے اختتام کو پہنچ جاتی ہے۔

''تذکرہ نعت گویانِ اردو'' اُردو نعت کی روایت کو جاننے کا ایک بنیادی حوالہ ہے مگر یہاں دو تین پہلوئوں کو مد نظر رکھنا اس لیے ضروری ہے۔ اُردو میں نعت نگاری کا سلسلہ ہمیں قلی قطب سے دور حاضر تک کے شعرا کے ہاں نظر آتا ہے۔ ان میں سے اکثر کے ہاں اس کی شعوری پیش قدمی نظر نہیں آتی اور جیسا کہ تذکرہ نگار نے اپنے اس تذکرے میں اس بات کا ذکر کیا ہے: ''ان سے پہلے (محسن کاکوروی) اردو کے کسی شاعر نے باقاعدہ طور پر نعتیہ شاعری کو اپنا مسلک و منشا قرار نہیں دیا تھا۔''(۱۱)

اردو ادب کے ابتدائی ادوار میں محض ثواب کی خاطر نعت کے ذریعے شاعر اپنے مجموعے کا آغاز کرتا تھا اور بعد ازاں یہ ایک روایت بن کر سامنے آئی۔ اس اولین دور میں نعت روایت سے آگے کی صنف نہ تھی اس بنا پر کیا ہم نعت گو شعرا کو چھوڑ کر دیگر شعرا جنھوں نے محض چند نعتیہ غزلیں یا اشعار کہے ہیں کو نعت گو قرار دے سکتے ہیں۔ اس کی وضاحت یوں بھی ہوتی ہے کہ فاضل تذکرہ نگار نے جلد اول کے دیباچے میں وضاحت کی تھی کہ وہ (مولف) اپنے تذکرے میں کسی بھی شاعر کی ذاتی زندگی کے ایسے پہلو بھی سامنے لائیں گے جو نعت کی تخلیق کا سبب بنے مگر کتاب کے حوالے سے اس کی وضاحت ہمارے سامنے نہیں آتی جس کی بنا پر کسی بھی شاعر کے بارے میں معلوم ہو سکے کہ نعت گوئی کی طرف راغب ہونے کے اصل محرکات کیا تھے۔

بحیثیت مجموعی دیکھا جائے تو تذکرہ نگار نے اپنے ''تذکرے'' میں کسی بھی شاعر کے حالات زندگی اور اس کی شاعری کو زیادہ اہمیت دی ہے جبکہ نعت کے حوالے سے انھوں نے بعض جگہ مواد کم فراہم کیا ہے۔ کتاب کے ابواب کی تقسیم اور اردو شاعری میں نعت کے سفر کی روداد بیان کرتے ہوئے مؤلف محقق اور نقاد بھی نظر آتے ہیں۔ تاہم کتاب کی ترتیب و تسوید میں کہیں کہیں تسامحات بھی سرزد ہوئی ہیں۔

مثلاً ''تذکرے'' کی دوسری جلد کے چھٹے باب میں جہاں غیر مسلم نعت گو شعرا شامل ہیں وہاں بہزاد لکھنوی کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ بہزاد کا مؤلف نے اگرچہ بطور مسلمان شاعر ہی تذکرہ کیا ہے مگر یہاں یہ کسی طور مناسب نہ تھا۔ چھٹا باب جب اس موضوع کے لیے مخصوص تھا تو پھر تیسرے اور چوتھے باب میں غیر مسلم نعت گو زیر بحث لانے کی ضرورت نہ تھی۔ عصر حاضر کے باب میں مؤلف نے بعض انتہائی اہم ترین شعرائے نعت سے صرف نظر کیا ہے۔ شاید وجہ ''تذکرہ نعت گویان اردو'' کی تیسری جلد ہے جس کی تالیف کا اشارہ مؤلف نے دوسری جلد کے ''حرف سپاس'' میں کیا ہے۔ کتاب اگرچہ ۱۹۸۴ء میں طباعت آشنا ہوئی ہے مگر فہرست کتابیات میں ۱۹۷۶ء میں شائع ہونے والی ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق کی کتاب ''اردو میں نعتیہ شاعری'' کا نام تک درج نہیں جو واضح کرتا ہے کہ فاضل تذکرہ نگار نے نعت کے حوالے سے اس عام ترین کتاب کو درخورے اعتنا نہیں سمجھا۔ ان کے باوجود اردو کی نعتیہ شاعری کی تفہیم کے ضمن میں اس تذکرے کو اہمیت حاصل ہے۔ تذکرے کی ترتیب زمانی رکھی گئی ہے۔ حوالہ جات کی موجودگی میں یہ ''تذکرہ'' ایسی دستاویز بن گیا ہے جو نہ صرف نعت بلکہ اردو ادب سے متعلق تاریخ شعر کے مطالعہ میں بھی کتابوں کے انبار چھاننے سے بے نیاز کر دے گا۔ تاہم حوالے کی فہرست کی کمی تذکرے میں بری طرح کھٹکتی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ مجمع الغۃ العربیۃ بالقاہرۃ، المعجم الوسیط، مصر، مکتبۃ الشروق الدولیۃ مادہ ن ع ت

۲۔ ابن منظور الافریقی: لسان العرب، بیروت لبنان، دار لسان العرب، مادہ ن ع ت

۳۔ سید محمد مرتضی الحسینی الزبیدی، تاج العروس من جواہر القاموس، بیروت لبنان، دار احیا التراث العربی ۱۹۸۴ مادہ ن ع ت

۴۔ وحید الزمان قاسمی، مولانا، کیرانوی، القاموس الوحید جلد دوم کراچی، ادارہ اسلامیات ۲۰۰۱ ص ۱۶۷۰

۵۔ شفیق بریلوی، ارمغان نعت، کراچی، مدینہ پبلشنگ ۱۹۷۹ ص ۱۵

۶۔ غیاث الدین، غیاث اللغات، رزاق پریس، کان پور 1332ھ

۷۔ مولوی نورالحسن نیّر کاکوروی نوراللغات، جلد سوم، چہارم، لاہور، سنگ میل پبلیکیشنز، ۱۹۸۹ء، ص ۱۵۲۵

۸۔ وارث سرہندی، علمی اردو لغت، لاہور، علمی کتب خانہ، ص: ۱۵۱۵

۹۔ شان الحق حقی، فرہنگ تلفظ، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، طبع اول ۱۹۹۵ ص ۱۹۳۸

۱۰۔ اردو لغت (تاریخی اصول پر) جلد بیستم کراچی، اردو لغت بورڈ جون ۲۰۰۵ ص ۱۵۳

۱۱۔ تذکرہ نعت گویان اردو، جلد دوم، ص: ۴۹